عقائد و معمولات اہلسنّت وجماعت

کا علمی و تحقیقی جائزہ

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

سلسلہ اشاعت : ۶۸ ویں

نام کتاب : عقائد و معمولات اہلسنّت و جماعت کا علمی و تحقیقی جائزہ

مئولف : علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ

ضخامت : ۴۸ صفحات

تعداد : ۱۰۰۰

سن اشاعت : مارچ ۱۹۹۹

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

☆☆☆ پیش لفظ ☆☆☆

حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت علمی و ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ، حضرت موصوف نے اپنی پوری زندگی مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت کی خدمت کے لئے وقت کر دی تھی تحریر و تقریر کے ذریعے انہوں نے اپنی زندگی میں دشمنان دین و گستاخان مصطفیٰ ﷺ کے دانت کھٹے کیے رکھے آپ علیہ الرحمہ خطابت میں ایک منفرد انداز رکھتے تھے اس کی وجہ سے آج بھی دنیا انہیں خطیب مشرق کے نام سے یاد کرتی ہے جبکہ فن تحریر میں ان کی شہرہ آفاق اور لازوال کتابیں "خون کے آنسو" ، "جماعت اسلامی"، " دیوبند کا نیا دین" ، " ہند کے راجہ" ان کی تحریری عظمت پر شاہد عدل ہیں۔

پیش نظر کتاب "عقائد اہلسنّت و جماعت کا علمی و تحقیقی جائزہ" دراصل علامہ موصوف کی مرتب کردہ کتاب " عقائد اہلسنّت " سے ماخوذ ایک مکمل مضمون ہے۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کو یہ شرف حاصل ہو رہا ہے کہ وہ اس مکمل مضمون کو علیحدہ کر کے کتابی شکل میں شائع کر رہی ہے یہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی جانب سے شائع کردہ ۶۸ ویں کتاب ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے علمی ذوق پر پورا اترے گی۔

آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس کے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت علامہ موصوف کے نقوش پا پر گامزن فرماتے ہوئے اپنے دین و مذہب کی خدمت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے اور گستاخان انبیاء و اولیاء کا مقابلہ کرنے کی ہمت و قوت عطا فرمائے اور حضرت علامہ موصوف کے مزار پر انوار پر رحمت و رضوان کی بارشیں فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط ...... **ادارہ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی و سلام علی حبیبہ الذی اصطفی

عقائد اور معمولات اہلسنّت کا علمی و تحقیقی جائزہ

عقیدہ توحید...... ! بنام اسلام و مسلمان مذہب اہلسنّت ہی ایک ایسا مذہب و مسلک ہے جو افراط و تفریط سے یکسر خالی ہو کر اپنی احتیاط و اعتدال پسند روش میں ہر ایک سے منفرد و ممتاز ہے۔ اور یہی وہ مذہب حق ہے جو مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِی کا آئینہ دار ہے۔

مخبر صادق سید عالم روحی فداہ ﷺ کی پیشگوئی کہ میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے ان میں بہتر (۷۲) جہنمی اور ایک ناجی ہے اسی ناجی فرقے کا دوسرا نام اہل سنت و جماعت ہے۔ ہماری نظر میں توحید و رسالت کا ایک ایسا بنیادی تصور ہے جس سے تمام فرقہ ہائے باطلہ یکسر محروم ہیں ہم اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے حتی کہ سجدہ تعبد تو در کنار غیر خدا کے لئے سجدہ تعظیمی کو بھی حرام سمجھتے ہیں ...... گنبد خضراء کی چھاؤں میں پہونچنے کے بعد ہم اپنے نبی و رسول ﷺ کی قبر کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ کھڑے ہو کر ان

کی بارگاہ بیکس پناہ میں صلوۃ و سلام کی نذر گذارتے ہیں۔ یہیں سے اہلسنّت کا نکھرا ہوا مزاج سمجھ میں آ گیا کہ جب ہم رسولِ خدا کی قبر کو سجدہ نہیں کرتے تو غوث و خواجہ کی قبر کو کیونکر سجدہ کریں گے۔ یہ تو ایک الزام تراشی و بہتان بندی ہے کہ اہلسنّت قبروں کو سجدہ کرتے ہیں معاذ اللہ صد معاذ اللہ جب ہم اس کا یقین و اعتقاد رکھتے ہیں کہ سرور کونین روحی فداہ ﷺ خود اس بزرگ و برتر کی بارگاہ میں نیاز مندانہ پیشانی جھکاتے، تو اس علم و یقین کے بعد کون ایسا سر پھرا ہوگا جو اس معبود حقیقی کا آستانہ کرم چھوڑ کر کسی غیر اللہ کی چوکھٹ پر سجدہ عبادت یا سجدہ تعظیم کو درست و روا سمجھے گا جب کہ سید عالم ﷺ کا یہ فرمان واجب الاذعان ہمارے سامنے ہے کہ اگر میری شریعت میں سجدہ عبادت کے سوا کوئی اور سجدہ درست ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں۔ حقیقت کے اس اجالے میں کون سجدہ عبادت یا سجدہ تعظیم کو درست کہہ کر اپنی عاقبت برباد کرے گا......؟

البتہ برا ہو اس گروپ بندی اور تنگ نظری کا جس نے آج ایک دنیا کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی کو باندھ رکھا ہے جو اپنی آنکھوں سے ہماری اُن کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے ہیں جس میں ہم نے اپنے عقائد کو ہر غبار و تلچھٹ سے کھنگال کر اس کی ہر نوک پلک درست کر کے قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں بھی انہیں شرک کا انبار ہی نظر آتا ہے مجھے معاف کیجئے کہیں ایسا تو نہیں کہ میکدہ شرک میں آنجناب نے اتنی پی ہے کہ اب توحید خالص میں بھی شرک کا کوڑا کباڑ نظر آتا ہے۔ اب اسے عقیدے کی گندگی کہا جائے یا ذہنوں و آنکھوں کا وہ خمار جس

نے حقیقت بینی کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے۔ حتی کہ خود اب آپ اپنی بھی نظروں میں مسلمان نہیں رہ گئے بلکہ سر سے پاؤں تک شرک کی منھ بولتی تصویر ہیں اگر شرک کے نشے میں آنجناب چور چور نہ ہوتے تو تقویۃ الایمان میں ہرگز ہرگز یہ نہ لکھتے:............

"اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے۔"

(تذکیر الاخوان ص ۲۶۹ ناشر راشد کمپنی دیوبند)

اب اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھ کر مجھے بتائیے کہ آپ موحد رہ گئے ہیں یا مشرک ہو کر شرک کی چلتی پھرتی مشین، آپ کا نشہ ہرن کرنے کے لئے کسی معمولی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ آپ کے مشرکانہ مذہب میں تقویۃ الایمان ایک ایسی کتاب ہے جس کا ہر گھر میں ہونا عین اسلام ہے۔ خواہ قرآن حکیم ہو یا نہ ہو لیکن جس گھر سے تقویۃ الایمان غائب، گویا عین اسلام رخصت! تسکین خاطر کے لئے اس کا بھی حوالہ لے لیجئے تاکہ پیشانی پر شرک کا جو ٹیکہ لگ گیا ہے وہ صابن کی کئی بٹی سے بھی نہ صاف ہو سکے۔

حوالہ نمبر ۱:...... (فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص ۵۰)

اس کا (یعنی تقویۃ الایمان کا) رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر ہے۔

(فتاوی رشیدیہ مطبوعہ کراچی، ص ۴۲، سطر ۲۲)

کہنا یہ ہے کہ ہم اہلسنّت و جماعت لا الہ الا اللہ کا وہی مفہوم و معنی سمجھتے اور بتاتے ہیں جسے سرور کونین نے صحابہ، تابعی، ائمہ مجتہدین، ائمہ محدثین و مجددین، علماء حق و اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہم تک پہنچایا ہے خدا کا شکر ہے ہم اہلسنّت ہی اس امانت کے صحیح وارث و امین ہیں۔ یہ خدائے ذوالجلال کی توفیق اور اس کے پیارے محبوب کا کرم ہے کہ ہم سے اس امانت میں کوئی خیانت نہیں ہوئی البتہ اگر وقت کے کسی خائن نے دست درازی کی تو آواز حق کو پھیلانے کے لئے ہم نے زبان و قلم کے جہاد کی مہم شروع کر دی مثلاً اگر توحید کے غاصبانہ ٹھیکیداروں نے لا الہ الا اللہ کے مفہوم میں امکان کذب کا اضافہ کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ معاذ اللہ، خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو طبقہ اہلسنّت نے اس کفری و باطل عقیدے کے خلاف زبان و قلم کی پوری طاقت صرف کر دی اور وقت کی ایک دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے کسی بھی پروپیگنڈے کی فکر و پرواہ کئے بغیر توحیدِ خالص کا جھنڈا لہرا دیا۔ اگر ہو سکے تو سبحان السبوح، فتاوی رضویہ اور حسام الحرمین وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ جو

کسی بھی متلاشی حق کے لئے اندھیرے کا اجالا ہے۔

بہر حال اہلسنت و جماعت ایک نکھری ہوئی بے غبار توحید خالص کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ خدا کے لئے جھوٹ یا کسی بھی عیب کے امکان کا تصور تک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ہماری درس گاہ نظامی کا مبتدی طالب علم جس نے شرح تہذیب پڑھی ہے وہ بھی یہ جانتا اور مانتا ہے کہ :............

اللہ

اس ذات واجب الوجود کو کہتے ہیں جو مستجمع ہے جمیع صفات کمالیہ کا۔

اس کی ہر صفت کمال والی ہوتی ہے خدا کی کوئی بھی صفت رذیل یا گھٹیا درجے کی نہیں ہو سکتی' وہ دیوبند کا خدا ہو سکتا ہے جو جھوٹ بھی بول سکے اور پھر بھی خدا ہی رہ جائے...... غور فرمائیے جس کا خدا جھوٹا ہو سکتا ہے اس کے بندوں کا کیا عالم ہوگا؟ مگر یہ عجیب و غریب قوم ہے اس کے خدا کو جھوٹا نہ کہیے تو پیشانی پر بل آجائے اور انہیں جھوٹا کہیے تو چراغ پا ہو جائیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

حاصل گفتگو یہ ہے کہ آج کے سیماب صفت' ابن الوقت، توحید کے ٹھیکیداروں اور مذہب کے غداروں نے جس بری طرح اپنے عقیدے کی مٹی پلید

کی ہے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے اسی زمرے میں شامل کر لینے کی جدوجہد کرتے ہیں ان سیاہ بختوں کو جب ہماری کتابوں میں کچھ نہیں ملتا جس پر وہ اعتراض کر سکیں تو اپنی خانہ ساز توحید کا رنگ جمانے کے لئے اہلسنت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان ظالموں نے ہمیں بدنام کرنے کے لئے قبروں پر پہونچ کر خود ہی سجدہ کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ لوگ ہم سے گھن اور نفرت محسوس کریں۔ کوئی بھی سنی کسی قبر پر سجدہ کرنے نہیں جاتا بلکہ وہ اللہ کے ولی سے اکتساب فیض اور ایصالِ ثواب کے لئے جاتا ہے۔

اگر ان کی چیرہ دستیوں کا عینی مشاہدہ کرنا ہو تو کلیر شریف جائیے جیسا کہ سنا جاتا ہے وہاں ایام عرس میں طوائفوں کا ہجوم اور بعض دوسرے منکرات سے شرعی عرس کی تقدیس و حرمت کو داغدار کیا جاتا ہے۔ (خدا کرے یہ خبر غلط ہو) غور کرنے کا مقام ہے کہ آخرش یہ کلیر شریف ہی میں ایسا کیوں ہوتا ہے جس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ کلیر شریف سہارنپور اور دیوبند کے قریب ہے نہ تو وہ مخدوم کلیری کی قبر اکھاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی گنبد ڈھا سکتے ہیں۔ (اگر بس چلے تو یہ بھی کر گزریں مگر وہ تو کہیے کہ خدا نے گنجے کو ناخن ہی نہیں دیئے)

لہذا ...... ! سنیوں اور عرس کو بدنام کرنے کے لئے دیوبند ہی کی سازش معلوم ہوتی ہے کہ وہاں ایسے منکرات کا ارتکاب کیا جائے جس سے عرس کے خلاف کچھ کہنے کو مواد و مٹیریل مل جائے ورنہ ہم دیوبند کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بریلی' مارہرہ' گھوسی' مراد آباد، پہونچ کر بدعات و منکرات کی نشاندہی کرے یا پھر ہمارے اکابر کی کتابوں کے حوالہ جات پیش کرے جس میں معاذ اللہ بدعات و

منکرات کو درست اور جائز قرار دیا گیا ہے یہ بھی ایک ہی رہی کہ خود ہی اپنے عوام
کو ٹریننگ دے کر بھیجیں اور سجدہ و قبر پرستی کا الزام ہمارے سر...... !؎

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

اگر موقع ملا تو عرس کی بحث میں ہم اس پر تفصیلی گفتگو کریں گے زیر
بحث موضوع میں ہمیں یہ کہنا ہے کہ اہلسنّت و جماعت خدا کی ذات و صفات میں
کسی کو شریک نہیں گردانتے وہی الٰہ و معبود ہے وہی ہر شے کا خالق و مالک ہے۔
اسکی بزرگ و برتر ذات ہر عیب سے پاک و صاف ہے بندوں میں خواہ کوئی کتنے ہی
فضل و کمال کا ہو وہ بندہ ہے معبود نہیں مخلوق ہے خالق نہیں۔ شرک ایک ایسا
پاپ ہے کہ گناہوں کی تو معافی ہے مگر شرک کی کوئی معافی نہیں اس لئے ایمان و
عقیدے کے کسی گوشہ پر شرک کی پرچھائیں تک نہیں پڑنے دیتے۔

یہ ضرور ہے کہ ہمارا مسلک افراط و تفریط اور غلو کی انتہا پسندی سے بالکل
پاک و صاف ہے ہم شرک جلی کو جلی کہتے ہیں اور شرک خفی کو خفی۔ یہ تو تقویۃ
الایمان کے مؤلف کا مزاج ہے جس نے دیدہ دانستہ اور بامقصد و بالارادہ شرک
خفی کو شرک جلی لکھا اور اس کا بھی اقرار کیا کہ میں جانتا ہوں کہ ......

اس کتاب کے بعد مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوگا مگر وہ لڑ
بھڑ کر ٹھیک ہو جائیں گے۔

گویا جان بوجھ کر نشیمن پر چنگاری پھینکی گئی، آگ کا بجھنا تو در کنار دامن
کی ہوا سے اور بھی اسے بھڑکایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں آئے دن مجادلہ و مناظرہ

ہوتا رہتا ہے۔ مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی تمام تر ذمہ داری علماء دیوبند پر ہے
جو ان کفری عبارات کی پرورش کر رہے ہیں جس سے مسلمانوں کا شیرازہ تتر بتر ہو
کر رہ گیا ہے۔ میلاد و سلام' عرس و فاتحہ میں اگر آنجناب کو کوئی غلطی نظر آتی ہے
تو اس کی اصلاح بہت آسان ہے مگر کفر کا وہ غلیظ ٹوکرا جسے پھولوں کا گلدستہ کہہ کر
آپ سر پر لئے پھر رہے ہیں اس سے جسم کے ظاہر و باطن کی تطہیر بہت ضروری
ہے۔ ہم اہلسنّت و جماعت خدائے وحدہ لاشریک کی ذات و صفات میں کسی بھی
بندے کو شریک نہیں ٹھہراتے البتہ خدا کے جن محبوب بندوں کے لئے
اختیارات و تصرفات کو مانتے ہیں وہ خدا ہی کی دین اور اسی کے جود و عطا کا ثمرہ
ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں واجب و قدیم ہے اس کی ہر صفت ذاتی ہے اللہ کے
بندوں میں خواہ انبیاء و رسل اور اولیاء کبار ہی کیوں نہ ہوں ان کے جملہ معجزات و
کرامات عطائی ہیں اسی خدائے بزرگ و برتر نے اپنی شان کرم سے انہیں نوازا
ہے۔ پروردگار اپنی ذات و صفات میں بے مثل و بے نظیر ہے ساری کائنات اسی
کے تحت قدرت ہے اسے کوئی مادی آنکھ دیکھ نہیں سکتی البتہ وہ ساری کائنات کو
محیط ہے اس کا علم حضوری ہے وہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَة ہے۔ موت و
زندگی پر اسی کا تصرف کامل ہے۔

آسمان کی بلندی' زمین کی فروتنی' عرش کی عظمت' آفتاب کی روشنی'
چاند کی چاندنی' کہکشاں کا جمال' قوس قزح کی رعنائی' کلیوں کی مسکراہٹ' پھولوں
کی زیبائی' موسم کی تبدیلی بجلیوں کی تڑپ' بادل کی گھن گرج' دریا کی روانی' سمندر
کی طغیانی غرض کہ یہ جس قدر بھی مظاہر قدرت ہیں اپنی خاموش زبان میں

لا اللہ الہ اللہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ عارف حق سرکار آسی نے کیا خوب فرمایا ہے:......

بے حجابی یہ کہ ہر ذرے سے جلوہ آشکار
اُس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

غرض کہ کائنات کا کوئی ذرہ اس کی مشیت وارادے کے بغیر ہل نہیں سکتا۔ وہ ساری کائنات کا پالنہار ہے وہی خالق و مالک ہے اور انسانی رشد و ہدایت کی خاطر اسی کے بھیجے ہوئے سچے رسول آقا دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی نبوت ورسالت کی تصدیق عین ایمان ہے۔

عقیدہ ایمان بالرسات :

محمد رسول اللہ ...... محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

لا الہ الا اللہ۔ کے اقرار و تصدیق کے بعد ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ محمد ابن عبداللہ، اللہ کے بھیجے ہوئے سچے نبی اور رسول ہیں وہی خدا اور بندوں کے درمیان رابطہ اور وسیلہ ہیں۔ حتی کہ تیس پارے کا قرآن بھی اگر ملا تو کلام، خدا کا ہے اور زبان مصطفیٰ کی ہے ایسے ہی خدا نے یہ فرمایا کہ ...... اقیموا الصلوۃ ...... نماز قائم کرو...... مگر نماز کس طرح پڑھی جائے اور کب پڑھی جائے گی۔ اس کی تعلیم دینے کے لئے آسمان سے کوئی فرشتہ زمین پر نہیں بھیجا گیا بلکہ سید عالم روحی فداہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:......

صلوا کما رایتمونی اصلی

نماز ایسے ہی پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو۔

معلوم ہوا سجدہ خدا کا کیا جاتا ہے اور ادا مصطفیٰ کی دیکھی جاتی ہے۔ غرض کہ نماز اللہ اکبر سے لے کے سلام تک سرور کونین ﷺ کی ایک ادا ہے۔ گویا اب اس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ:۔

میں جب کہوں...... تب پڑھو، جہاں کہوں...... وہاں پڑھو، جس طرح کہوں...... اس طرح پڑھو۔

ہم اس مقام پر اس کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز جو عبادات میں ایک اہم عبادت ہے اس کی جو تفصیلات بتا رہا ہے وہ کوئی مجبور نہیں بلکہ مختار ہے۔ اس لئے اب اگر کوئی یہ کہہ کر گزر جانا چاہے کہ :۔

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ۔"

ہم اس بدبخت و بد نصیب کو قابل گردن زدنی سمجھتے ہیں اور جب ہم اس کا یقین و اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے تیسوں پارے رسول خدا ہی کی زبان سے ہمیں ملے ہیں تو اس زبان کی تقدیس و حرمت کا اقرار بھی مقتضاء ایمان ہی سمجھتے ہیں...... لہذا مقام استفسار میں ہم اطلاق بشر تو کر سکتے ہیں مگر زبان و قلم کے عام محاورات میں ہم انہیں اپنے جیسا بشر نہیں کہہ سکتے ورنہ زبان کے مجروح ہو جانے کے بعد خطرہ ہے کہیں کلام الٰہی کی عظمت و تقدیس پر حرف نہ آجائے۔

اس لئے رسول خدا کو اپنے جیسا بشر کہنا، ہم اسے خطرے کا ایک سگنل تصور کرتے ہیں بلکہ اس مذموم عقیدے کے بعد ہم یہ اندیشہ محسوس کرتے ہیں کہ کہیں ایمان کا پورا محل پیوند خاک نہ ہو جائے...... غرض کہ نماز، روزہ، حج وزکوۃ کی جملہ تفصیلات و توضیحات ہمیں سید عالم روحی فداہ ﷺ ہی سے ملی ہیں۔ حتی کہ خدا کی معرفت و پہچان، اس کی وحدانیت کا اقرار و تصدیق سب انہیں کی بارگاہ کرم کا عطیہ ہے...... اس لئے ہم اپنے اس عقیدے میں حق بجانب ہیں کہ سرور کونین ﷺ خدا اور بندوں کے درمیان نہ صرف وسیلہ بلکہ وسیلہ اور مقصد دونوں ہیں۔ اگر وہ مقصد نہ ہوں تو قبر کا اتنا ہی سوال کافی ہوتا کہ ....

من ربک .... تمہارا رب کون ہے۔

ما دینک .... اور تمہارا دین کیا ہے۔

یہ نہ دریافت کیا جاتا کہ ...... انہیں جانتے ہو یا نہیں ...... اس سوال نے وسیلہ کے علاوہ ان کے مقصد ہونے پر مہر لگادی کہ ان سے تمہارا رشتہ ٹوٹ نہیں گیا ہے۔ دونوں سوالوں کے جوابات کی صحت ان کے پہچاننے پر موقوف ہے گویا ان کا پہچاننا ہی اس دستاویز کی آخری مہر ہے۔

ہم حضرت محمد ﷺ کو صرف نبی ورسول ہی نہیں مانتے بلکہ ہم انہیں خاتم النبیین بھی مانتے ہیں۔ لہذا اس بحث میں اگر کوئی ختم نبوت ذاتی وزمانی کا انتزاعی مسئلہ اٹھا کر اپنی کاوش فکر کی داد لینا چاہے کہ ......

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانے میں یا بالفرض آپ

کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس ص ۱۳)

تو ہم اس کفری عبارت کو ختم نبوت کی سیسہ پگھلائی دیوار پر ایک ایسی چاند ماری تصور کرتے ہیں جس نے اس کی آہنی دیوار میں شگاف ڈال دیا اور نتیجے میں قادیانی فرقہ جو بساطِ سیاست کا پٹا ہوا مہرہ ہے اس نے ایک نبی کو جنم دے دیا۔ حالانکہ نگاہیں دیوبند پر لگی تھیں چونکہ بیج وہاں پہلے پڑ چکا تھا مگر ثمرہ قادیان میں نمودار ہو گیا۔ اس لئے جس جرم کی پاداش میں قادیانیت کو اقلیت میں شمار کیا گیا ہے دیوبند ان سے کہیں زیادہ اس سزا کا مستحق ہے۔ لہذا قانون جو تلوار کی ایک دھار ہے جس نے قادیانیت جو وقت کا عظیم فتنہ تھا اس کا سر قلم کرکے اپنی انصاف پروری کا ثبوت دیا ہے اسے کسی بھی وقت نیام سے باہر نکل کر دیوبندیت کے کلیجے پر وار کرنا ہوگا تاکہ فیصلے کا تشنہ تکمیل محضر نامہ اپنے انجام اور تتمے کو پہونچ جائے۔

اسی طرح ہم اپنے کو مومن اور رسول خدا کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں تاوقتیکہ ہم اس کا اقرار نہ کرلیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے۔ ہم ان کا اور ان کی بارگاہ کا ادب واحترام عین ایمان قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:......

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ہ

ترجمہ : اے ایمان والو ! تم اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو اس طرح نبی کریم سے نہ بولو (ورنہ یعنی اگر تم نے اس قانون پر عمل نہ کیا تو تم لوگوں کے اعمال میٹ دیئے جائیں گے۔ اور تمہیں شعور بھی نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عمل صالح کی روح ایمان اور ایمان کی جان محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ محبوب خدا کی بارگاہ میں معمولی سی گستاخی و بے ادبی نماز، روزہ، حج وزکوۃ کی پوری کائنات ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ تاجدار دو عالم کی بارگاہ میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ بولا جائے جس میں توہین نبوت کا شائبہ تک ہو...... جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:......

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا

یعنی اے ایمان والو ! تم مرے محبوب کو راعنا مت کہو انظرنا کہو۔

صحابہ کرام راعنا سے ایک صحیح مفہوم مراد لیتے ہیں مگر یہودی اس لفظ سے گندہ معنی مراد لیتے تھے۔ پروردگار کو یہ منظور نہیں کہ میرے مصطفیٰ کی شان اقدس میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس میں ابہام و توہین ہو، بے ادبی و گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو...... لہذا اگر کوئی رسول کریم کی بارگاہ میں کھلی توہین کرے مثلاً یہ کہے:......

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا

جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"......

(حفظ الایمان ص ۸)

تو ہم ایسے شخص کو خارج از اسلام اور کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور جو لوگ بھی اس عبارت پر مطلع ہو کر اس کی تائید و حمایت کرتے ہوں انہیں بھی کافر و مرتد جانتے ہیں۔

امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ...... شفاء مبارک...... میں فرماتے ہیں:......

"اگر کسی کلمہ گو نمازی نے رسول خدا کے پہنے ہوئے جوتے کو تحقیراً بجائے نعل کے نُعَیل کہہ دیا یعنی یہ کہہ دیا کہ یہ محمد ﷺ کی جُتڑیا ہے تو ایسا شخص کافر ہو گیا، واجب القتل ہے اس کی گردن مار دینی چاہیئے چونکہ اس نے اس جوتے کی توہین کی جس نے رسول خدا کا قدم چوما ہے"

جب جوتی کی توہین کرنے والا مسلمان نہ رہ جائے گا تو آقائے دو جہاں ﷺ کی توہین کرنے والا کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے ......؟ ہم اہلسنت و جماعت رسول خدا کو نہ تو خدا کہتے ہیں نہ خدا کا بیٹا نہ خدا جیسا ...... بلکہ اللہ کا ایسا محبوب بندہ کہتے ہیں جو خدا اور اس کے تمام بندوں کے درمیان وسیلہ ہے اس کی جملہ صفات خدا ہی کی عطا کردہ ہیں حتی کہ ہم آقائے دو جہاں کو عالم غیب مانتے ہیں مگر اس طرح کہ ان کے جس قدر علوم ہیں وہ سب خدا ہی کے دیئے ہوئے ہیں۔ جس کا علم نہ تو ابوبکر کو ہے نہ تو جبریل امین کو بلکہ دینے والا خدا جانتا ہے یا لینے والے مصطفیٰ۔ اقتیوں میں کوئی بھی ان کے وسعت علم کو گھیر نہیں سکتا ہے ...... اب اگر کوئی یہ کہے ......

"الحاصل غور کرنا چاہیے ...... کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

(براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

تو ہم ایسے گستاخ و بے ادب کو کافر، ملعون و مردود سمجھتے ہیں اس نے قرآن کا صحیح مطالعہ نہیں کیا۔ اس کا کہنا ہے وسعت علم مصطفیٰ کی قرآن میں کوئی نص نہیں ملتی۔ ہمارا کہنا ہے کہ اگر قرآن کی نص پیش کی جائے گی تو تمہاری ایک ایک نس کھنچ جائے گی ...... لہذا ان حقائق کی روشنی میں اگر کوئی دریدہ دہن یہ کہنا چاہے کہ سرور عالم کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں تھی تو اس بے خبر کو اپنی بے خبری پر ماتم کرنا چاہیے وہ تو عالم جمیع ماکان و مایکون تھے ...... ہم اہلسنت اس کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ نے ایک لمحہ سے بھی کم درجہ کے برابر موت کا صرف ذائقہ چکھا اس کے بعد انہیں حیات سرمدی مل گئی وہ کل بھی زندہ تھے آج بھی زندہ ہیں اور اب ہمیشہ کے لئے زندگی۔ جسم اطہر زمین کے جس حصے پر ہے وہ عرش اعظم سے بھی افضل تر ہے ...... اب اگر کوئی ناآشنائے ادب یہ عقیدہ رکھے کہ :......

معاذ اللہ محمد ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے

تو ہم اس گمراہ و بے ادب کو جہنمی سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی جب ہم اس کا یقین رکھتے ہیں کہ نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر التحیات و درود تک آقائے دو جہاں ﷺ کی ادا ہے تو ہم اس کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مرد مومن کی نماز سرکار کی یاد اور تصور سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی تو کہا جائے اور نبی کا خیال نہ آسکے۔ ایسے ہی سورہ فاتحہ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ آيت

کی تلاوت کی جائے مگر آقائے دو جہاں کا خیال نہ لایا جاسکے یہ کیسے ہو سکتا ہے......
جب کہ تلاوت قرآن میں اس کی تلقین ہے کہ صرف زبان سے تلاوت ہی نہ کی جائے بلکہ اس کے مفہوم و معنی کو سمجھنے کی کوشش کی جائے لہذا معنی کا سمجھنا یہ اتفاقیہ نہ ہوگا بلکہ بالقصد و بالارادہ ہوگا اب جس کی صحیح تعبیر یہی ہوگی کہ سورہ فاتحہ کے بعد اگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ '......الخ...... کی تلاوت کی جائے تو محمد ﷺ کے معنی کو سمجھنے کے لئے قصد اور ارادے کو دخل ہوگا۔

اب ان حقائق کی روشنی میں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ :......

رسالت مآب ﷺ کا خیال لانے سے نماز جاتی رہے گی

تو مجبوراً ہمیں یہی کہنا پڑے گا کہ جن کی نماز گائے بیل کے خیال لانے سے ہو جاتی ہے اور مصطفیٰ کے خیال لانے سے نہ ہوتی ہو تو بیلوں والی نماز انہیں مبارک ہو اور مصطفیٰ والی نماز ہمیں!...... یہ تو اپنا اپنا نصیبہ ہے اور اپنی اپنی تقدیر!

اسی طرح محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کے بعد ہم اس کا بھی یقین و اعتماد رکھتے ہیں کہ وہ انسانی رشد و ہدایت کی خاطر عالم خاک میں مبعوث تو ہوئے مگر وہ ہم جیسے بشر نہیں تھے بلکہ ان کی بشریت بھی ایک طرح کا معجزہ تھی اگر وہ ہم جیسے بشر ہوتے تو عام انسانوں کی طرح زمین پر ان کا سایہ پڑنا چاہیے تھا لیکن صحابہ کرام کی روایت شاہد عدل ہے کہ ہم نے آفتاب کی دھوپ ہو یا چاند کی چاندنی کسی میں بھی سید عالم نور مجسم ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں دیکھا حتیٰ کہ جسم اطہر پر جو کپڑا

ہوتا اس کا بھی سایہ زمین پر نہ پڑتا، رسول اللہ کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی، ایسے ہی آقائے دو جہاں جس راہ سے گذرتے وہ راہ گذر پسینے کی خوشبو سے مہک جاتی، جن کنکریوں پر قدم مبارک رکھ دیتے وہ موم کی طرح پگھل کر اپنے کلیجے پر نقش پائے مصطفیٰ لے لیتیں وہ اگر سو جاتے تو ان کا وضو باقی رہتا، لعاب دہن اگر کھاری کنویں میں ڈال دیا تو اس کا پانی شیریں ہوگیا۔ غزوہ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آشوب چشم کی شکایت تھی سرکار نے لعاب دہن لگا دیا تو آنکھ کی تکلیف اور سرخی جاتی رہی۔ غار ثور میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا تو یہی لعاب دہن زہر کے حق میں تریاق بن گیا۔ معراج کی شب جہاں جبریل امین کا ذہن نہ جائے اس سے کہیں آگے سرکار ﷺ کا قدم ناز گذر گیا...... غرض کہ ان کی ہر ادا مافوق البشریت ہے......
کسی نے کیا خوب کہا ہے......

دھوکے میں آ نہ جائے کہیں فکر و آگہی
آقائے کائنات لباس بشر میں ہے

ایسے ہی ہم سرور کونین ﷺ کو اپنا شفیع تصور کرتے ہیں اور انہیں شفاعت کبریٰ کا مقام حاصل ہے۔ وہ شفیع محشر بھی ہیں اور ساقی کوثر بھی! پروردگار نے انہیں علم اولین و آخرین عطا فرمایا اور علم غیب کے خزانے مرحمت فرمائے۔ وہ اللہ کے ایسے محبوب تھے کہ ان کی مرضی پر قانون الٰہی اترتا۔ نماز کی نیت باندھی بیت المقدس کی طرف مگر بار بار آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے، کاش بجائے بیت المقدس کے کعبہ ہمارا قبلہ ہوتا۔ بس اتنے ہی میں جبریل امین

علیہ السلام تحویل قبلہ کی آیت لے کر حاضر ہوئے۔ اسی مفہوم کی ترجمانی میں مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
...... ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

فریضہ حج کی آیت اترنے کے بعد صحابی رسول نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! کیا حج ہم پر ہر سال فرض ہے" حالانکہ اپنی جملہ شرائط کے ساتھ حج مسلمان پر پوری زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے مگر سرکار نے ارشاد فرمایا "اگر مری زبان سے ہاں نکل جاتا تو ہر سال فرض ہو جاتا"۔

اسی لئے ہم اہلسنّت وجماعت اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب کو مالک ومختار بنایا......اب خدا کے ایسے پیارے محبوب کو اگر کوئی گاؤں کا چودھری یا زمین دار کا مرتبہ دے۔ تو ہم ایسے سیاہ بخت کو جہنم کا ایندھن تصور کرتے ہیں۔ انہیں خدا' خدا کا بیٹا یا خدا جیسا نہ کہہ کر ہم ان کی بارگاہ میں میلاد' سلام وقیام کو غلاموں کی طرف سے خراج عقیدت تصور کرتے ہیں......غرض کہ ان کے جملہ محاسن اور خوبیوں کو سمیٹنا یہ انسانوں کے کس بل سے باہر ہے۔ ایسی ہزار زندگیاں دی جائیں اور ساری عمر زبان وقلم سے ان کے فضائل و کمالات بیان کئے جائیں تو آخر میں حضرت جامی کی زبان میں یہی کہنا پڑے گا
...... ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہنا یہی ہے کہ ...... "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ"......کی تصدیق واقرار کے بعد ہم ایک بے غبار نکھری ہوئی توحید خالص کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم اسی کو خالق' مالک قادر معبود' رازق جانتے ہیں۔ جب ہم ذات باری کے لئے امکان کذب کا عقیدہ نہیں رکھتے تو وقوع کذب باری کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ البتہ ہم اس کی قدرت کاملہ کے اظہار میں اس طرز نگارش واسلوب بیان کو قابل مذمت ہی نہیں جانتے بلکہ اس میں نفرین وملامت کرتے ہیں جس میں انبیاء ورسل کی توہین وتنقیص کا شائبہ تک ہو جائے......مثلاً اگر کوئی خدا کی قدرت اس طرح بیان کرے کہ......!

"اللہ کی قدرت سے بعید نہیں اگر وہ چاہے تو محمد جیسے کروڑوں محمد پیدا کر دے"

ہم اس انداز بیان کو ابلیسی داؤں پیچ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے بے لگام وبد زبان مولفین کو ابلیسی دستر خوان کا خوشہ چیں تصور کرتے ہیں یہ وہی شیطانی حربہ ہے جسے اس نے سجدہ آدم سے رد گردانی وسرتابی کرتے ہوئے استعمال کیا تھا جس کی پاداش میں ہمیشہ کے لئے اس کے گلے میں لعنت کی طوق ڈال دی گئی اور قرآن حکیم نے کھلے بند کہہ دیا......

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ

اس لئے ہم اہلسنّت کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہم سید عالم روحی فداہ ﷺ کی ذات والا صفات کو " ممکن النظیر" نہیں بلکہ "ممتنع النظیر" جانتے و مانتے ہیں اب ان کے مثل پیدا ہونا محالات سے ہے لہذا ہم عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح مبرہن اور مدلل سمجھتے ہیں جس کی روشن اور واضح دلیل آیت ختم نبوت ہے ۔

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہ

غرض کہ رسول خدا کو خدا نہ کہہ کر ہم ذات خدا سے جدا بھی نہیں سمجھتے جیسا کہ برادر امام اہلسنّت مولانا حسن رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:ـ

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

حاصل کلام یہ ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے بعد عالم خلق میں جن فضائل و کمالات کا تصور کیا جاسکتا ہے ان تصورات سے بھی کہیں زائد فضل و کمال کا انہیں مجموعہ جانتے ہوئے خلاصہ کائنات تصور کرتے ہیں حالانکہ اس عالم امکان میں جس کو جو کچھ بھی ملا ہے بوسیلہ مصطفیٰ ہی ملا ہے۔ اور انبیاء و رسل میں جو خوبیاں علیحدہ علیحدہ پائی جاتی تھیں وہ سارے محاسن بیک وقت آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے:ـ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ذات والا صفات میں کسی نقص کا پایا جانا تو در کنار ہم کسی نقص کا تصور کرنا بھی مقتضائے ایمان کے خلاف جانتے ہیں...... ان کی شان تو یہ ہے:ـ

آفاقہا گردیدہ ام　　مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام　　لیکن تو چیزے دیگری

اسی لئے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:ـ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ہم سرور کونین سید عالم روحی فداہ ﷺ میں جس قدر بھی فضائل و کمالات مانتے ہیں وہ سب خدا ہی کا بخشا اور عطا کردہ، وہ دور و نزدیک سے سنتے ہیں' ہماری دستگیری فرماتے ہیں' وہ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں، خدا ہی کے دینے سے عالم میں تصرف کا اختیار رکھتے ہیں' وہ پکارنے والوں کی مدد فرماتے ہیں' وہ اپنی قبر مبارک میں جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں' وہ علم غیب کا خزانہ رکھتے ہیں' ان پر جو درود شریف بھیجا جاتا ہے اسے فرشتے آپ کی بارگاہ میں حاضر کرتے ہیں اور جو درود محبت سے بھیجا جاتا ہے سرکار اسے خود سنتے

ہیں، جو رسول اللہ کی قبر کی زیارت کرے گا اس پر سرکار کی شفاعت واجب ہو گی، سرکار دو عالم ﷺ کو مقام محمود عطا کیا گیا، آپ ہی کو شفاعت کبریٰ کا مقام حاصل ہے، آپ شفیع محشر بھی ہیں اور ساقی کوثر بھی، قبر میں انہیں کو پہچاننا ہے جس کے بعد عذاب قبر سے نجات ملے گی، قبر کی تاریک کوٹھری جہاں ماں باپ کے پیار و محبت کی پرچھائیں تک نہ پڑ سکے وہاں سرکار ہی مونس و چارہ ساز ہوں گے، پروردگار نے آپ کو معراج جسمانی عطا فرمائی، معراج کی شب مسجد اقصیٰ میں آدم سے لے کر مسیح علیہم السلام تک تمام انبیاء و رسل نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، آپ ﷺ اس وقت مقام نبوت پر فائز تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر آب و گل کے درمیان تھا' عالم ارواح میں پروردگار نے تمام انبیاء و رسل سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت (اگر آپ کا زمانہ پا جائیں) کا عہد و پیمان لیا جس پر آیت میثاق شاہد عدل ہے۔

سب سے پہلے خدا نے آپ ہی کے نور کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو آپ کے نور سے اور سرکار کو اپنے نور سے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ دوسری حدیث قدسی میں یہ بھی ہے کہ ......

"اے محبوب! اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا نہ فرماتا۔"

خاکدان گیتی میں جلوہ گر ہونے سے پہلے حضرت مسیح نے آپ کی ولادت باسعادت کا خطبہ ان الفاظ میں پڑھا...... مُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ

یَّاْتِیْ مِنْم بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ...... وقت ولادت فرشتوں نے آپ پر سلام پڑھا۔ خانہ کعبہ کے بت سر کے بل اوندھے گر پڑے' ایوان کسریٰ سرنگوں ہوا۔ شوکت قیصر پیوند خاک ہوئی۔ کائنات نے جھوم جھوم کر درود و سلام بھیجا بعد ولادت پروردگار نے بارہا آپ کے میلاد مبارک کا ذکر کیا۔ اور آپ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا...... اسی لئے غلامان مصطفےٰ ﷺ میلاد شریف اور درود و سلام کو سنت الٰہیہ سمجھ کر کرتے اور پڑھتے ہیں۔

اب آپ شرک و بدعت' میلاد و سلام و قیام' عرس و فاتحہ وغیر کے مباحث ملاحظہ فرمائیں۔ درود و سلام پر ایک شعر آپ کی نظر ہے:

......ہے

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے

شرک و بدعت:

شرک و بدعت کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس کے استعمال میں دیوبند کی تکنیک کیا ہے؟ ...... "اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارات پر جب علماء اہلسنّت اور علماء حرمین طیبین نے ان کی تکفیر کی اور خارج اسلام قرار

دیا تو علماء دیوبند نے جذبہ انتقام سے بھرپور اپنی منظم سازش کے تحت یہ طے کیا کہ اس کا بدلہ کس طرح لیا جائے ...... چنانچہ وہ عمائد اہلسنت کی کتابوں کی چھان پھٹک میں لگ گئے اور انہوں نے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اساطین اہلسنت کی کتابوں کا ورق ورق اور ورق کی سطر سطر کو دیمک کی طرح چاٹنا شروع کیا مگر جب اس میں انہیں کچھ نہ مل سکا تو مایوسی کے بعد انہوں نے سنی عوام کے کردار و عمل کا جائزہ لیا۔ اگر اعراس وغیرہ میں انہیں کچھ خامیاں نظر آئیں۔ تو پھانس کو بانس اور رائی کو پربت بنا کر پیش کیا حتیٰ کہ مزار کی چادر چومنے کو سجدہ سے تعبیر کیا...... چنانچہ دھیرے دھیرے اس ہنگامے کو قیامت صغریٰ بنا کر سنیوں کو قبر پرست اور قبر پجوا کہنا شروع کر دیا اور سمجھی بوجھی اسکیم کے تحت اس پر شرک جیسے ناقابل معافی جرم کی چھاپ لگا دی۔ حالانکہ یہ سراسر الزام اور بہتان ہے ...... چونکہ پروپیگنڈے کی مشینری تیز تھی اس لئے یہ فتنہ آندھی اور طوفان کی طرح اٹھا اور وہ عوام جن کے دلوں میں حرمت انبیاء اور عظمت اولیاء کے خلاف چھپا ہوا چور تھا اب وہ نوک قلم و نوک زبان پر آگیا۔ عوام کی اس حوصلہ افزائی نے بڑھاوا دیا' پھر تدریجا ترکش کا یہ تیر میلاد، سلام' قیام، نیاز و فاتحہ وغیرہ پر برسنے لگا ......" حتیٰ کہ مباحات و مستحبات کو شرک اور بدعت ضلالہ کہنا شروع کر دیا" اب سنی عوام کی کوئی بھی رسم ہو وہ دیوبند کی نظر میں دو حال سے خالی نہیں یا تو شرک ہے یا بدعت! ...... یہ صرف اس حلاپے کا نتیجہ ہے کہ ان کے کفریات کا مواخذہ و محاسبہ کیوں کیا گیا! ...... علمائے دیوبند کی خواہش تھی کہ انہیں ایک بے لگام شرابی کی طرح چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ رسول خدا کے

خلاف جو زہر بھی اگلنا چاہتے اگلتے رہتے لیکن آگے بڑھ کر کوئی ان کی کلائی نہ تھام سکے ...... مگر شکر ہے اس خدائے قدیر کا جس نے مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اپنی ایک نعمت عطا فرمائی جس بوریہ نشین مرد درویش نے اپنے زور قلم سے شرق و غرب' عرب و عجم میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور دیوبند جس نے توہین نبوت جیسے سنگین جرم کو نشان سجدہ' لمبی داڑھی' لمبے دامن میں چھپا رکھا تھا۔ بیچ چوراہے پر اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ دن کے اجالے ہی میں نہیں بلکہ ان کی مکروہ و گندہ صورت رات کی تاریکی میں پہچانی جانے لگی اگر علماء دیوبند روز اول اپنی کفریات سے رجوع کر کے توبہ کر لیتے تو اختلاف کی خلیج اس قدر نہ بڑھتی۔ جس آگ کے بھڑکتے شعلوں میں نہ جانے کتنوں کا دامن سلگ رہا ہے۔

اس مقام پر پہونچنے کے بعد ہم مقدمات کی مثل عوام کے کورٹ میں پیش کر کے خود عوام ہی کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ اب آنے والی سطروں کو پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو سنبھال لیجئے!

پوری دنیائے دیوبند کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ......!

رسول خدا کو تھوڑا سا علم غیب ہے اگر ایسا ہے تو اس میں رسول اللہ کی کیا تخصیص ایسا علم تو ہر جانور' پاگل' مجنوں اور بچے سب ہی کو حاصل ہے۔

ہم اہلسنّت اور ہر خوش عقیدہ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس عبارت میں توہین نبوت ہے جو موجب کفر ہے......اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب "خون کے آنسو" کا مطالعہ کیجئے۔

ایسے ہی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں یہ کہا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ............!

شیطان کے علم کی زیادتی تو قرآن سے ثابت ہے مگر فخر عالم ﷺ کے "وسعت علم" یعنی زیادتی علم کی کوئی نص ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ "

(العیاذ باللہ من ذالک۔)

اسی طرح تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی اسماعیل دہلوی:...........!

"رسول خدا کو گاؤں کا چوہدری' گاؤں کا زمیندار' مر کر مٹی میں ملنے والا، جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار نہیں' رسول خدا کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں وغیرہ وغیرہ"

جیسی ہفوات و خرافات لکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا...... حوالہ جات کی اصل عبارات دیکھنی ہوں تو میری کتاب " خون کے آنسو"، "انکشافات"، "قہر

آسمانی" وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ میں اس وقت چند تقریری پروگرام پر بھدوہی آیا ہوا ہوں عقائد نمبر کی کاپیاں پریس اس لئے نہیں جا رہی ہیں کہ ابھی تک میں اپنا مقدمہ و پیش لفظ دار المصنفین کو نہیں دے سکا اس لئے شب میں تقریری پروگرام کے بعد دن کے حصے میں کچھ لکھ لیتا ہوں چونکہ کتابیں میرے ہمراہ نہیں ہیں اس لئے اصل حوالہ جات کے لئے اپنی کتابوں کی طرف آپ کو رجوع کرا رہا ہوں۔

علماء دیوبند کی چند عبارات کا مفہوم پیش کرنے کے بعد میں اب خود عوام کا فیصلہ چاہتا ہوں آیا یہ عبارتیں قابل مواخذہ ہیں یا نہیں ؟...... ہیں اور یقیناً ہیں...... تو اس پر چراغ پا ہونے کی بجائے اکابر دیوبند کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے ان کتابوں میں آپ نے سنیوں کے باپ دادا کو گالیاں نہیں دیں...... بلکہ آپ تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہیں۔ جن کا ادب و احترام عین ایمان ہے......ایسے سنگین حالت میں اگر علماء اہلسنّت نے رجوع اور توبہ کی تلقین کی تو برہم ہونے کی بجائے احسان مند ہو کر شکر گزار ہونا چاہیے تھا دنیا میں ایسی مثالیں کم ملتی ہیں کہ کوئی اپنے محسن ہی پر آنکھیں لال پیلی کرے......اس جرات و ڈھٹائی کی چلتی پھرتی تصویر دیوبند اور صرف دیوبند ہے۔

اپنے اس مجرمانہ کردار کے بعد دیوبندیوں نے اپنی بچت کی دو راہیں اختیار کیں...... اولاً......تو یہ کہ سنیوں کو "بدعتی، مشرک اور قبر پجوا" کہہ کر بدنام کرنا شروع کیا اور...... ثانیاً......یہ کہ روزہ' نماز میں ریا' دکھاوا کی نمائش تیز

کردی تا کہ لوگ ہماری نمازوں کو دیکھ کر ہماری کفریات اور عقیدے کی گندگی کو بھول جائیں حتی کہ ڈھیرے ڈھیرے کلمہ اور نماز کی ایک چلتی پھرتی جماعت ہی بنا ڈالی...... واضح رہے دیوبندیت روزہ، نماز اور اتباع سنت کو نہیں کہتے بلکہ توہین نبوت جیسے کوڑھ اور کینسر کا دوسرا نام دیوبندیت ہے۔

چنانچہ ہم اسے پوری برملائیت سے کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندیت اپنے گندہ عقائد اور اپنی توہین آمیز عبارتوں سے نہیں پھیل رہی ہے بلکہ اتباع سنت کے کھوکھلے نعرے اور سجدوں کی نمائش میں پھل پھول رہی ہے کاش! عوام کو صحیح احساس ہوتا اور وہ دیوبندی عقائد کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر حقائق کی کسوٹی پر پرکھتے! ...... اگر ذہن نے اسے قبول کر لیا ہے تو اب شرک و بدعت کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

شرک :

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی بھی مخلوق کو شریک ٹھہرانا اسی کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ کی ذات میں شریک گرداننے کا مقصد یہ کہ الہ و معبود کی وہ ذات جو وحدہ لاشریک ہے ایک کے بجائے دو یا چند معبود کو مانا جائے اسی کو شرک فی الذات کہتے ہیں اور ایسی صفات جو خدائے بزرگ و برتر ہی کے لئے خاص ہیں بعینہ انہیں صفات کو کسی اور بندے میں ماننا اس کو شرک فی الصفات کہتے ہیں اور

شرک ہی ایک ایسا جرم و پاپ ہے جس سے بچنے کی قرآن مجید میں بار بار تاکید ہے۔

علماء دیوبند کی یہ ایک سمجھی بوجھی اسکیم ہے کہ سنی معمولات و مراسم پر مکروہ یا گناہ کی چھاپ نہ لگائی جائے بلکہ ایسی فرد جرم عائد کی جائے کہ جس کے سنتے ہی کلیجہ کانپ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خوش عقیدہ مسلمان اللہ کے ولیوں کے آستانے پر جاتا ہے تو دیوبندی دھرم اسے شرک سے تعبیر کرتا ہے اس مقام پر میں پوری دنیائے دیوبند کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بتائے ......:

۱) قبر بنانا شرک ہے............یا............قبر پر گنبد بنانا شرک ہے............ یا............ قبر پر چادر چڑھانا شرک ہے .... یا............ قبر پر پھول ڈالنا شرک ہے ....یا............ ایصال ثواب شرک ہے ....یا............ قبر و چادر کا چومنا شرک ہے ....یا............ اگر بتی سلگانا شرک ہے............یا............ یہ کُل کے کُل شرک ہیں۔ لہذا قبر پر جانا شرک ہے؟

۲) یا ان میں تو کوئی بھی شرک نہیں ہے مگر ان کا مجموعہ شرک ہے......؟

۳) یا ان میں سے کچھ درست ہیں اور کچھ شرک ہیں مگر غیر شرک و شرک کا مجموعہ شرک ہے......؟

بہر حال بظاہر اس کی یہی تین صورتیں ہیں...... اب علماء دیوبند کو چھوٹ ہے کہ وہ ان تینوں صورتوں میں سے کسی کی بھی نشاندہی کر دیں...... یعنی جملہ مراسم شرک ہیں ....یا............ کچھ بھی شرک نہیں ہیں

یا........ کچھ غیر شرک اور کچھ شرک ہیں۔ واضح رہے شرک
کسی ایک فرد سے متعلق نہیں ہوتا شرک کو شرکت چاہیے۔ اس کے لئے
کم از کم دو افراد کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً اگر قبر پر گنبد بنانا شرک ہو تو اس
سے قبل اس قبر کو متعین کرنا ہوگا کہ بس اسی پر گنبد بنانا درست ہے۔ اگر
کسی اور بھی قبر پر گنبد بنے گا تو شرک ہو جائے گا ایسے ہی اگر چادر چڑھانا
یا........ پھول ڈالنا وغیرہ شرک ہو تو بھی کسی قبر کو متعین
کرنا ہوگا کہ بس اسی قبر پر چادر ڈالی جائے........ یا........ پھول ڈالا
جائے اور اگر یہ رسم کسی اور قبر پر ادا کی گئی تو شرک ہو جائے گا۔ ان
تشریحات و توضیحات کے بعد اب ہم بری الذمہ ہو گئے۔ البتہ یہ علماء
دیوبند کی ذمہ داری کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے دعوے کی دلیل میں کسی ایسی قبر
کا پتہ بتائیں جہاں یہ جملہ مراسم درست ہوں اور وہاں کے علاوہ دوسری
قبر پر شرک ہو جائیں...... ھَاتُوا بُرھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ
...... ہر مسلمان اسے بخوبی جانتا ہے کہ خدائے حی و قیوم کے لئے موت
نہیں!۔ جب موت نہیں تو قبر نہیں!...... اور جب قبر نہیں تو چادر نہیں
!...... معلوم ہوا یہ تمام چیزیں خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ محبوب خدا کے
لئے ہیں...... اب ایک واضح حقیقت کا انکار گویا دن کے اجالے میں طلوع
آفتاب کا انکار ہے۔

اتنی واضح اور روشن دلیل کے بعد اسے ضد، ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی نہ کہا جائے تو
کیا کہا جائے۔ یہ صرف طبقاتی تقسیم اور گروپ بندی کا نتیجہ ہے۔

بدعت:

اس کا مادہ ہے "بدع" جس کے لغوی معنی ہیں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا
جس کی مثال نظیر نہ ہو چنانچہ "مرقات" کے مصنف مولانا فضل امام خیر آبادی
نے اسی رعایت سے خطبہ میں یہ فرمایا ہے۔

الحمد لله الذی ابدع الافلاك والا رضين

تمام تعریف ثابت ہے اس اللہ کے لئے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو
چونکہ اس سے پہلے آسمان اور زمین کی کوئی نظیر اور مثال نہیں تھی اسی
لئے "ابدع" فرمایا۔ لیکن اصطلاح شریعت میں بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بدعت حسنہ........ اور ۲۔ بدعت سیئہ

بدعت حسنہ کی تعریف یہ ہے کہ اسلام میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد
کرنا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ اور قوت پہونچے .... اور........

بدعت سیئہ کہتے ہیں "ضد السنۃ" کو جو کسی سنت کی ضد ہو اور اس کو
بدعت ضلالہ بھی کہتے ہیں جس کے متعلق سرور کونین روحی فداہ ﷺ نے
فرمایا۔ "کل بدعۃ ضلالہ" یعنی بدعت سیئہ کی جتنی بھی اقسام ہیں ان سب
کو بدعت ضلالہ ہی کہا جائے گا۔

گویا بدعت حسنہ بدعت کی ایک الگ تھلگ قسم ہے بدعت ضلالہ۔ سے اس کا کوئی
رشتہ و تعلق نہیں۔ بعض لوگ جو یہ ذہن دینا چاہتے ہیں کہ عہد رسالت یا قرون
ثلثہ کے بعد اسلام میں جو بھی نئی چیز ہوگی وہ بدعت ضلالہ ہے۔ یہ ان کا سراسر

فریب ہے یا تو وہ خود فریب خوردہ ہیں یا دیدہ دانستہ امت مسلمہ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

دوستو! بات عہد اور قرن کی نہیں ہے بلکہ اصل شے اور واقعہ کی ہے۔ دیکھنا یہ ہوگا کہ نفس الامر میں اس شے کی حیثیت کیا ہے۔ خیر القرون ہی کی کوئی بات اگر اسلام و سنت کے خلاف ہوگی تو اسے گلے کا ہار نہ بنایا جائے گا بلکہ اسے پاؤں سے روندا اور پائمال کیا جائے گا ایسے ہی صدیوں گذرنے کے بعد اگر کوئی ایسی نئی چیز ہو جس سے اسلام و مسلمانوں کو فائدہ پہونچے تو اسے پاؤں کی ٹھوکر نہ ماری جائے گی بلکہ اسے خوش آئند کہہ کر کلیجے سے لگایا جائے گا...... اب اس ضابطے کو آپ مثالوں کے ذریعہ سمجھئے۔

مثلاً سید الشہداء سبط پیمبر نواسۂ رسول حضرت امام عالی مقام سرکار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا مسئلہ ہر چند یزید تابعی تھا اور بہت سے اجل صحابہ اس عہد میں اپنی حیات ظاہری میں تھے۔ دور تو خیر القرون کا تھا لیکن کیا اس رعایت سے قتل حسین کو جائز و مباح قرار دیا جا سکتا ہے۔ العیاذ باللہ من ذالک...... سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف روایت کی بنیاد پر کف لسان فرمایا مگر آئمہ مجتہدین میں بعض نے یزید کی تکفیر تک کی ہے ...... لہٰذا یہ کہنا کہ جو امور عہد رسالت کے بعد ہیں وہ بدعت ضلالہ ہیں یہ صحیح نہیں ہے...... بات وہی درست ہے کہ اصل شے کو دیکھا جائے گا اگر وہ کسی سنت سے مزاحم نہیں ہے تو اسے بدعت حسنہ کہا جائے گا ورنہ بدعت ضلالہ.........

اگر ہر بدعت، ضلالہ ہی ہوتی تو تراویح کے مسئلہ میں سیدنا فارق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ "نعم البدعت" نہ فرماتے......بدعت کو بہترین بدعت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر بدعت "بدعت ضلالہ" نہیں ہوتی...... عارف حق حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات کی کسی دفعہ میں فرمایا ہے کہ بدعت کی کوئی قسم نہیں جس سے علماء دیوبند یہ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ مجدد صاحب کی نظر میں ہر بدعت "بدعت ضلالہ" ہے...... حالانکہ اس کا مفہوم یہ نہیں ہے بلکہ مجدد صاحب علیہ الرحمہ کا فرمانا ہے کہ......بدعت حسنہ بھی سنت ہی کی ایک قسم ہے لہٰذا بجائے بدعت حسنہ کے اسے سنت کہا جا سکتا ہے...... یہ قول ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے نہ کہ ان کے حق میں اور خود دیوبند کی چہار دیواری میں آج ایسے معمولات و مراسم مروج ہیں جن کا عہد رسالت میں کوئی وجود ہی نہیں تھا جیسے ختم بخاری شریف حوالہ کے لئے فتاویٰ رشیدیہ ملاحظہ فرمائیے!

عہد رسالت میں جب بخاری شریف ہی کا وجود نہیں تھا تو ختم بخاری کا کیا سوال؟...... معلوم ہوا اسلام میں جب کوئی نئی چیز داخلہ لیتی ہے خواہ مثبت پہلو سے یا منفی پہلو سے۔ اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو اس میں حسن ہوگا یا قبح!......

اسی لیے سید عالم روحی فداہ ﷺ نے فرمایا ہے:......

من سن سنة حسنة الخ من سن سنة سيئة الخ یعنی جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو وہ اور اس پر عمل کرنے والے دونوں ہی مستحق اجر و ثواب ہیں اور جس نے برا طریقہ ایجاد کیا تو وہ اور اس پر عمل کرنے والے دونوں ہی لائق زجر و

توبیخ ہیں۔

یہ حدیث اس باب میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر نئی چیز کو بدعت ضلالہ نہیں کہا جاسکتا اب اسی کسوٹی پر میلاد و سلام و قیام وغیرہ کو پرکھا جائے گا ورق الٹئے اور دوسرے مباحث کو ملاحظہ فرمائیے!

علم غیب :

نہ پوچھئے وقت کی فتنہ سامانیوں کا عالم

مسئلہ علم غیب بھی اختلافات کی لسٹ میں سرفہرست ہے.......

ہم اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب سرور کونین روحی فداہ ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے مگر اسی کے ساتھ حدود ادب میں رہتے ہوئے اس کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ترازو و پیمانہ نہیں جس میں سید المرسلین ﷺ کے علم مبارک کو تولا جاسکے !......بس اس بارے میں ہمارا آخری فیصلہ یہ ہے کہ دینے والا پروردگار جانے یا لینے والے احمد مختار ......سرور کونین یہ جانتے تھے اور وہ نہ جانتے تھے۔اس کہنے کو ہم گستاخی و بے ادبی تصور کرتے ہیں گویا چھوٹا منہ اور بڑی بات !......اور ا کے ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا کا علم ہمیں معلوم ہو یا نہ معلوم اور یقیناً نہیں معلوم لیکن وہ علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔اس لئے بطور نتیجہ ہم یہ کہتے

ہیں کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور سرکار دوعالم ﷺ کا عطائی ہے۔چنانچہ ہم خدا کو عالم الغیب کہتے ہیں اور سید عالم کو عالم غیب ہمارے اس عقیدے پر آیات قرآنی و احادیث نبوی شاہد عدل ہیں۔مثلاً......

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(سورہ نساء ' پ ۵ ' رکوع ۱۷)

ایسے ہی دوسری جگہ ارشاد ہے :......

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں

(سورہ کورت ' پ ۳۰ ' رکوع ۱)

تیسری جگہ ارشاد ہے :..........

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا
مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوا اپنے
پسندیدہ رسولوں کے۔

(سورہ جن ' پ ۲۹ ' رکوع ۲)

ایسے ہی علم غیب کے ثبوت میں بہت سی احادیث ہیں جن کو گھیرا جائے تو ایک دفتر چاہیے قرآن حکیم کی چند شہادتیں اس لئے حاضر کردیں گئیں تا کہ قلب و ذہن کا اطمینان حاصل ہوجائے۔

علم غیب سے متعلق منکرین علم غیب کے متعدد اقوال ہیں جس میں بے

حد تخالف و تضاد ہے۔ کسی کا کہنا ہے !..........

"رسول خدا کو علم غیب نہیں تھا"

کسی نے یہ کہا :......

"اگر خدا کے دینے سے بھی رسول خدا کو علم غیب مانا جائے تو بھی شرک ہے"

کسی نے لکھا کہ :......

"سرور کونین کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں تھی"

اور مولوی تھانوی نے تو یہاں تک لکھ دیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ :..........

"پیغمبر اسلام کو کل علم غیب نہیں تھا بلکہ تھوڑا سا تھا اور اگر بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں تو پھر اس میں رسول اللہ ہی کو کیا تخصیص ایسا علم تو ہر جانور ' پاگل ' بچے سب ہی کو حاصل ہیں "العیاذ باللہ من ذالک"۔

یہی وہ ناپاک و گندہ تصور ہے جس پر آئے دن مباحثے اور مناظرے ہوتے رہتے ہیں اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جن سے علم غیب کا انکار ہوتا ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی کا انکار ہے یعنی خدا کے سوا کسی کو بھی علم غیب ذاتی نہیں ہے اور وہ آیات قرآنی جن سے علم غیب کا ثبوت ہوتا ہے اس سے مراد علم غیب عطائی ہے۔

حیرت ہے اس قوم پر جو انبیاء سابقین کے لئے تو علم غیب مانتی ہے مگر اپنے نبی کے متعلق جنگ و جدال کرتی ہے...... جیسا کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں :

أُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ.

میں تمہیں بتاؤں گا جو تم لوگ کھا کے آتے ہو اور اپنے گھروں میں جو کچھ جمع کر کے آتے ہو۔

آج تک دیوبند نے اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کیا کہ غیب کا جاننا اور بتانا تو خدا ہی کی شان ہے یہ حضرت مسیح کو کیسے خبر ہو گئی۔ ہم انصاف پسند دنیا سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آج کے وہ کلمہ گو جو اپنے نبی کا علم غیب ماننا شرک سمجھتے ہیں وہ حضرت مسیح کے علم غیب پر ایمان لانے کے بعد کس طرح موحد رہ گئے ؟...... کلمہ اور نماز کی آڑ میں کہیں ایسا تو نہیں کہ عیسائی مشنیری کی ایجنسی و دلالی کا پارٹ ادا کیا جا رہا ہے......"فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ"

میلاد سلام و قیام :

میلاد شریف کو ہم اہل سنت غلاموں کی طرف سے اپنے آقا کی بارگاہ کرم میں خراج عقیدت تصور کرتے ہیں نہ تو اسے ہم فرض کہتے ہیں اور نہ واجب ہم اسے مہمات دین میں شمار نہیں کرتے البتہ ایوان اسلام کے یہ وہ نقش و نگار ہیں جس کو دیکھ کر ایک اجنبی آنکھ بھی یقین کر لیتی ہے کہ کسی خوش عقیدہ کی زینت نگاہ ہے کسی عمارت کا پرچم اس عمارت کا جز نہیں ہوتا لیکن یہ جھنڈا بہت دور سے خبردار کر دیتا ہے کہ اس میں کس مکتبہ فکر کا نظام حیات مرتب ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے بارہا اپنے محبوب کے میلاد کا ذکر فرمایا ہے...... سرکار کی آمد سے پیشتر حضرت مسیح نے بشارت دی تھی...... یَاْتِیْ مِنْۢ م بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ...... میلاد شریف ایک ذکر خیر ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو طہارت نماز وروزہ ' حج وزکوۃ وغیرہ کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی عمل صالح کی تلقین کی جاتی ہے اور برائیوں سے اجتناب وپرہیز کی ہدایت ایک ایسا کار خیر جو عام مسلمانوں کے لئے رشد وہدایت کا ایک روشن مینارہ ہو۔ اسے کنہیا کے جنم کا سوانگ کہہ کر اس سے نفرت وبرگشتگی کی ایک مسموم فضا پیدا کرنا...... یہ اسلام ومسلمان دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو اکابر دیوبند کے پیرو مرشد ہیں اس مسئلہ میں ان کی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ ایک نہ جھٹلائی جاسکنے والی دستاویز ہے جس فیصلے کے روبرو پوری دنیا دیوبندیت مجرموں کے کٹہرے میں کھڑی کر دی گئی ہے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے میلاد ' سلام وقیام ' عرس ' فاتحہ وغیرہ سے متعلق سات سوالات کئے گئے تھے جس کا جواب فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔

حاجی صاحب فرماتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے اور ذریعہ برکات سمجھ کر محفل مولود منعقد کرتا ہے اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے میں کیف ولذت محسوس کرتا ہے۔

پیرو مرشد کے اس فیصلے کے بعد دیوبندیوں کی زبان گدی سے کھینچ لی گئی ہے اب اس کے خلاف ان کی جس قدر بھی بکواس ہے وہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی

آئینہ دار ہے۔

حاجی صاحب کے اس فیصلے میں سلام وقیام کی حقیقت بھی روشن ہو گئی وہ محفل مولود میں محض سلام پڑھنے کے قائل نہ تھے بلکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے۔ میلاد شریف میں سلام وقیام حاجی صاحب کا ایک ایسا عمل ہے جو خلف و ناخلف کی کسوٹی بن گیا ہے علاوہ ازیں آیت درود میں نتھو ' بدھو ' خیرو کو درود وسلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ایمان والوں کی قید لگی ہے جس قید نے واضح کر دیا کہ جو مومن ہو گا وہ بغیر کسی قیل وقال کے صلوۃ وسلام پڑھے گا چونکہ غیر مومن خود ہی جانتا ہے کہ مجھے حکم ہی نہیں دیا گیا اس لئے اس کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا سوال بھی نہیں ہوتا اس کے انکار نے خود اس کی پوزیشن واضح کر دی کہ وہ اس حکم کا مخاطب ہی نہیں ہے رہ گیا قیام چونکہ سلموا کے ساتھ تسلیما اس کا مفعول مطلق بطور تاکید لایا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف سلام ہی نہ بھیجو بلکہ ایسا سلام جو ان کی شان کے لائق ہو لہذا لیٹنے ' بیٹھنے ' کھڑے ہونے میں قیام ہی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں احترام وعظمت کا عملاً اظہار ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید کے اس مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے اہلسنّت وجماعت نے وہ قیام جو مباح تھا اسے مستحب ومستحسن قرار دیا تاکہ تسلیما کی قید پر عمل درآمد ہو جائے جو اظہار عظمت کا ایک ذریعہ ہے علاوہ ازیں قرآن میں جہاں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں لیٹنے ' بیٹھنے ' کھڑے ہونے کی کوئی قید نہیں ہے جس کا ظاہر اور واضح مفہوم یہی ہے کہ سلام پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے پڑھے۔ قرآن کے اس دیئے ہوئے اختیار پر اب پہرہ بٹھانے والا کون ہے کہ کھڑے ہو کر سلام نہ

کیا یہ لوگ مسلمان ہیں ..؟

میدان حشر میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو!

دل کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ---------

آیا...... !ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان ہیں ؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں' بچوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔

اصل عبارت-----

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸
کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمایئے' جس کے پڑھنے کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا۔

خلاصہ اصل عبارت------

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ واستغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو' وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(الامداد' مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵
از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون' انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت-----

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس، مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴
دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔

اصل عبارت-----

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ، از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مصدقہ، مولوی رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارکہ کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا گیا ہے۔

اصل عبارت-----

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت ماب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

(صراط مستقیم، اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹
اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں۔

اصل عبارت---

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳
میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب آرام باغ، کراچی)

یہ وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر دیوبند کے اکابر اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو عالم اسلام کے اکابر علماء نے کافر قرار دیا۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور الصارم الہندیہ از علامہ حشمت علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اصل اختلاف-----

اہلسنت و جماعت و فرقہ وہابیہ نجدیہ کا اصل اختلاف یہ نہیں ہے کہ اہلسنت وجماعت کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ اہلسنت وجماعت نذر و نیاز کے قائل ہیں اور وہابیہ نجدیہ اس کو نہیں مانتے، اہلسنت و جماعت مزارات پر حاضری دینا اور ان بزرگان دین کے توسل سے دعائیں مانگنا باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں جب کہ وہابیہ، دیوبندیہ اس کار خیر سے محروم ہیں بلکہ اصل اختلاف جس نے امت کو دو دھڑوں میں بانٹ دیا، وہ اکابر دیوبند کی وہ کفریہ عبارات ہیں کہ جن میں کھلم کھلا نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اختلاف کا حل----

اگر آج بھی وہابیہ دیوبندیہ اپنے ان اکابر کی کفریہ عبارات سے توبہ کر کے ان تمام کفر آمیز و کفر خیز کتب سے بیزاری کا اظہار کر کے انہیں دریابرد کر دیں تو اہلسنت کا اعلان ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔

معیار حق

علمائے حرمین شریفین کا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حضور خراج عقیدت

عرب کے وہ علماء جو سعودی حکومت کے غاصبانہ قبضہ سے پہلے کے ہیں اور جن میں سے ۳۳ مفتیان کرام نے دیوبندیوں وہابیوں کی رسول دشمنی کے باعث اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی وغیرہ پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا انہیں کا ایک پر اعتماد تاثر اعلیٰ حضرت کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

إِذَا جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْهِنْدِ سَئَلْنَاهُ عَنِ الشَّيْخِ أَحْمَدَ رَضَا خَانُ فَإِنْ مَدَحَهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَإِنْ ذَمَّهُ عَلِمْنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَهٰذَا هُوَ الْمِعْيَارُ عِنْدَنَا۔

جب کوئی شخص ہندوستان سے عرب آتا ہے تو ہم لوگ ان سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ صحیح العقیدہ سنی ہے اور اگر برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ دیوبندی وہابی ہے تو اے بھائی، جان لو ... امام احمد رضا ہمارے یہاں حق و باطل کے درمیان فرق پیدا کرنے کا معیار ہے۔